کلامِ ربانی

کی

منظوم ترجمانی

(آزاد نظم کی شکل میں)

مقصود احمد مقصودؔ
پروفیسر و سابق صدر، شعبۂ فارسی، عربی و اردو
ایم۔ ایس۔ یونیورسٹی آف بڑودہ
بڑودہ، گجرات، انڈیا

حضرت پیر محمد شاہ لائبریری اینڈ ریسرچ سینٹر
پانکورناکہ، احمد آباد، گجرات، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلامِ ربانی

کی منظوم ترجمانی

(آزاد نظم کی شکل میں)

مقصود احمد مقصودؔ

خدا کی دید کی مقصود اگر ہے آرزو دل میں
تصور میں رخِ انور کے جلووں کو بسا لیجے

کلامِ ربانی کی منظوم ترجمانی

(آزاد نظم کی شکل میں)

مقصود احمد مقصودؔ

پروفیسر و سابق صدر، شعبۂ فارسی، عربی و اردو
ایم۔ ایس۔ یونیورسٹی آف بڑودہ
بڑودہ-۳۹۰۰۰۲، گجرات

حضرت پیر محمد شاہ لائبریری اینڈ ریسرچ سینٹر

پانکور ناکہ، احمد آباد، گجرات، ہند

p. 741

عنوانِ مجموعہ	:	کلامِ ربانی کی منظوم ترجمانی (آزاد نظم کی شکل میں)
نامِ شاعر	:	مقصود احمد مقصودؔ
اشاعت	:	جولائی ۲۰۱۴ء
تعداد	:	۵۰۰
ہدیہ	:	۶۰ روپے
کمپوزنگ	:	خالد فیصل
طباعت	:	ایچ۔ایس۔آفسیٹ پرنٹرس، نئی دہلی-۲
ناشر	:	**ڈائریکٹر**

حضرت پیر محمد شاہ لائبریری اینڈ ریسرچ سینٹر

پانکورناکہ، احمد آباد، گجرات، ہند

ملنے کا پتہ:

203, SHIFA COMPLEX

Tandalja Road, Baroda, 390020

Gujarat, India

Mobile: 9824033710

انتساب

جامعِ شریعت وطریقت
قطب الاقطاب حضرت انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوریؒ (م ۱۹۵۸ء)
بیسویں صدی کے ایک بلند پایہ ولی اللہ تھے
آپ حضرت مولانا شبیر احمد انبیٹھوی حیدرآبادی نوراللہ مرقدہ
کے مریدِ خاص اور خلیفۂ مجاز تھے
آپ نے متعدد حضرات کی تربیت فرما کر بہ تائیدِ خداوندی
انھیں مرتبۂ ولایت پر فائز کیا
یہی نہیں، بل کہ اپنی حیاتِ مبارکہ میں
اوپر کی اجازت سے
چار برگزیدہ شخصیات کو خلافت سے بھی نوازا
جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:
حضرت حافظ محمد جعفر جائسی رحمانی صاحبؒ
حضرت صوفی محمد عمر رحمانی صاحبؒ
حضرت منشی نورالعمر رحمانی صاحبؒ
اور حضرت صوفی محمد فاروق رحمانی صاحبؒ
آپ کے وصال کے کئی سال کے بعد

حضرت صوفی محمد فاروق رحمانی صاحبؒ نے
آپ کی اجازت سے
مزید چند حضرات کو خلافت عطا فرمائی
جن میں سے دو سربرآوردہ ہستیوں کے نامِ نامی یہ ہیں:
حضرت نذیر احمد رحمانی صاحبؒ
اور حضرت بابو رشید احمد رحمانی صاحبؒ
ستودہ صفات حضرت انعام الرحمٰن قدوسی قدس سرہٗ
کی مقدس اور بافیض ہستیِ گرامی سے
حضرت نذیر احمد رحمانی نور اللہ مرقدہ
کے توسط سے روحانی طور پر
یہ ذرۂ ناچیز اور ننگِ اسلاف
بھی مستفیض ہوا ہے
اور کلامِ ربانی کی منظوم ترجمانی میں
آں جناب کی خاص توجہ شاملِ حال رہی ہے
لہٰذا شکریے کے طور پر
اور خراجِ عقیدت پیش کرنے کی غرض سے
میں اپنی اس پاکیزہ کاوش کو
انھی کے نامِ نامی کے ساتھ منتسب کرنے کو
اپنے لیے باعثِ سعادت و نیک بختی تصور کرتا ہوں

مشمولات

حرفِ آغاز

استادِ محترم پروفیسر سید محمد رفیق برّد اللہ مضجعہ (م ۱۹۹۲ء)، سابق صدر، شعبۂ عربی وفارسی، الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد، کے دولت خانے پر ہر اتوار کو منعقد ہونے والے درسِ قرآن میں میری شرکت کا سلسلہ ۳۰ر اگست ۱۹۷۰ء کو شروع ہوا اور کئی سالوں تک جاری رہا۔ اس درس میں مستقل طور پر شرکت کرنے کی وجہ سے میرے اندر قرآن فہمی کا شعور بیدار ہوا اور اس کے ساتھ مختلف تفاسیرِ قرآن کے مطالعے کا شوق بھی پیدا ہوا۔ اسی دوران یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض حضرات نے مکمل قرآنِ کریم یا اس کے معتد بہ حصے کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ جناب اسرار احمد صاحب، ساکن احمد گنج، الہ آباد، کے توسط سے کیفؔ بھوپالی صاحب کے منظوم ترجمے کے چیدہ چیدہ حصوں کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے باوجود، میرے دل میں قرآنی سورتوں کے منظوم ترجمے کا کبھی کوئی خیال پیدا نہیں ہوا، کیوں کہ اس وقت میں شاعری کے ابتدائی مراحل سے گزر رہا تھا اور میرا شعری ذوق ابھی بالیدہ نہیں ہوا تھا۔ علاوہ ازیں، میں علمی اعتبار سے خود کو بے مایہ اور تہی دست تصور کرتا تھا۔ بس جیسے تیسے کچھ غزلیں اور نظمیں کہہ لیا کرتا تھا اور ان کو محترم جناب حبیب احمد صاحب، ایسوشی ایٹ پروفیسر آف عربک، شعبۂ عربی وفارسی، الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد، کو دکھا کر اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیتا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شعر وشاعری کے ذوق میں رفتہ رفتہ بالیدگی آتی گئی اور شعر گوئی کی صلاحیت میں نکھار آتا گیا۔ میں نے شروع میں اپنے کلام کی اشاعت

کی جانب کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ الہ آباد یونیورسٹی کے شعبۂ اردو سے شائع ہونے والی سالانہ میگزین کے ۱۹۷۲ء کے شمارے میں میری پہلی غزل چھپی۔ پھر ایک طویل عرصے کے بعد، گلبن (احمد آباد) کے نومبر- دسمبر ۱۹۸۸ء شمارے میں میرا کلام چھپا۔ اس کے بعد میری غزلیں اور نظمیں وقفے وقفے سے ادبی رسائل میں شائع ہونے لگیں، جس کی وجہ سے میری بڑی ہمت افزائی ہوئی۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۹۳ء (اتوار) کو یکا یک میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ابھی تک قرآنِ کریم کی سورتوں کا منظوم ترجمہ بہ شکلِ آزاد نظم نظر سے نہیں گزرا۔ لہٰذا اس کی جانب توجہ مبذول کرنا چاہیے۔ چناں چہ، اس کارِ خیر کے لیے میں نے سورۂ اخلاص کا انتخاب کیا اور بہ توفیقِ الٰہی اس کا ترجمہ مع مختصر شانِ نزول آزاد نظم کی شکل میں چند لمحوں میں کر ڈالا۔ اس سے میری حوصلہ افزائی ہوئی اور وقفے وقفے سے یکے بعد دیگرے ۱۳ سورتوں کے منظوم ترجمے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سورۃ الزلزال کا ترجمہ ابھی چند روز قبل ہوا۔ اس طرح منظوم ترجمے کی کل تعداد ۱۴ ہوگئی۔ ابتدائی ۱۳ سورتوں کے ترجمے چھپ چکے ہیں۔ ۱۲ توازن (مالیگاؤں) کے مختلف شماروں میں اشاعت پذیر ہوئے ہیں اور ایک گلبن (احمد آباد) میں شائع ہوا ہے۔ جہاں تک سورۃ الزلزال کے ترجمے کا سوال ہے، یہ تا حال غیر مطبوعہ ہے۔ مذکورہ منظوم ترجموں کی تاریخیں مع تاریخ ہائے اشاعت و دیگر کوائف حسبِ ذیل ہیں:

۱- سورۃ الاخلاص - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''وہ خدا یکتا ہے'' کے عنوان سے ۱۷ر جنوری ۱۹۹۳ء (اتوار) کو ہوا، جو توازن کے شمارہ نمبر ۲۷-۲۸ (۱۹۹۴ء) میں شائع ہوا۔

۲- سورۃ الفاتحہ - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''...... جو ہوئے گمراہ تجھ کو چھوڑ کر'' کے عنوان سے ۲۲ر جنوری ۱۹۹۳ء (ہفتہ) کو ہوا اور وہ توازن کے محولۂ بالا شمارے میں ہی چھپا۔ اس مجموعے میں یہ ترجمہ ''تعریف برائے ربِّ کائنات'' کے عنوان سے شامل ہے۔

۳- سورۃ الکافرون - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''جادۂ حق سے قدم میں تو ہٹا سکتا نہیں'' کے عنوان سے ۱۴ر فروری ۱۹۹۳ء (اتوار) کو ہوا اور وہ توازن کے شمارے نمبر ۴۷ (جنوری تا اپریل ۲۰۱۱ء) میں شائع ہوا۔

۴- سورۃ قریش - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''ظلمتِ دہشت کو صبحِ امن کی تنویر دی'' کے عنوان سے ۱۹ر فروری ۱۹۹۳ء (اتوار) کو ہوا، جو گلبن (احمد آباد) کے شمارہ بابت ستمبر - اکتوبر ۱۹۹۸ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ اس مجموعے میں یہ ترجمہ ''رحلة الشتاء والصیف'' کے عنوان سے شامل ہے۔

۵- سورۃ النصر - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''نصر بالفتح'' کے عنوان سے ۱۵ر مارچ ۱۹۹۳ء (دوشنبہ) مطابق ۲۰ر رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ کو ہوا، جو توازن کے شمارہ نمبر ۴۵، جنوری تا اپریل ۲۰۰۹ء میں طبع ہوا۔

۶- سورۃ القدر - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''لیلة القدر'' کے عنوان سے ۲۰ر مارچ ۱۹۹۳ء مطابق ۲۵ر رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ کو ہوا، جو توازن کے شمارہ نمبر ۴۶ (ستمبر - دسمبر ۲۰۰۹ء) میں شائع ہوا۔

۷- سورۃ الکوثر - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''ھو الابتر'' کے عنوان سے ۲۳ر مارچ ۱۹۹۳ء مطابق ۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ (منگل) کو ہوا اور وہ توازن کے شمارہ نمبر ۳۵ (جنوری - اپریل ۲۰۰۱ء) میں چھپا۔ یہ ترجمہ دوبارہ مذکورہ رسالے کے شمارہ نمبر ۴۳ (جنوری - اپریل ۲۰۰۷ء) میں بھی طبع ہوا۔

۸- سورۃ الضحیٰ - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ'' کے عنوان سے ۳۰ر مارچ ۱۹۹۳ء (منگل) کو ہوا اور وہ توازن کے شمارہ نمبر ۲۹ (جنوری - اپریل ۱۹۹۶ء) میں چھپا۔ پھر دوبارہ مذکورہ رسالے کے شمارہ نمبر ۳۱-۳۲ (۱۹۹۸ء) میں بھی شائع ہوا۔

۹- سورۃ الانشراح - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''انشراحِ صدرِ پاک'' کے عنوان سے

۳/اپریل ۱۹۹۳ء (ہفتہ) کو ہوا، جو توازن کے شمارہ نمبر ۳۳ (۱۹۹۹ء) میں طبع ہوا۔

۱۰- سورۃ العصر- اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''والعصر'' کے عنوان سے ۲۹/اگست ۱۹۹۳ء (اتوار) کو ہوا، جو توازن کے شمارہ نمبر ۳۶-۳۷ (مئی-دسمبر ۲۰۰۱ء) میں اشاعت پذیر ہوا۔

۱۱- سورۃ التین- اس سورہ کا منظوم ترجمہ بہ عنوان ''والتین والزیتون'' ۵/ستمبر ۱۹۹۳ء کو ہوا اور وہ توازن کے شمارہ نمبر ۳۴ (مئی ۲۰۰۰ء) میں طبع ہوا۔

۱۲- سورۃ الھمزہ- اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''ویل ہے ہر عیب جو، ہر ایک اشارے باز پر'' کے عنوان سے ستمبر ۱۹۹۳ء میں ہوا، جو توازن کے شمارہ نمبر ۳۹ (مئی-اگست ۲۰۰۳ء) میں اشاعت پذیر ہوا۔

۱۳- سورۃ اللھب - اس سورہ کا منظوم ترجمہ ''شعلہ رُو دشمن ہوا آخر ہلاک'' کے عنوان سے ستمبر ۱۹۹۳ء میں ہوا، اور وہ توازن کے آخری شمارہ بابت اگست-دسمبر ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا۔

۱۴- سورۃ الزلزال- اس سورہ کا منظوم ترجمہ بہ عنوان ''جب زمیں میں زلزلہ آجائے گا'' ۱۹/جون ۲۰۱۴ء (جمعرات) کو ہوا، جو تا حال غیر مطبوعہ ہے۔

مذکورۂ بالا بیشتر منظوم ترجموں میں سورتوں کا مختصر شانِ نزول بھی نظم کیا گیا ہے تاکہ مفاہیم و مطالب کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ ان سورتوں کے ترجموں میں ضرورتِ شعری کے پیشِ نظر نیز مفہوم کو واضح کرنے کی غرض سے بعض ایسے فقروں اور عبارتوں کا اپنے طور پر اضافہ کیا گیا ہے جن کے لیے قرآنی متن میں صریح الفاظ وارد نہیں ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کاوش کا عنوان ''کلامِ ربانی کا منظوم ترجمہ'' کے بجائے ''کلامِ ربانی کی منظوم ترجمانی'' (آزاد نظم کی شکل میں) رکھا گیا ہے۔

۱۴/قرآنی سورتوں کی منظوم ترجمانی بہ شکلِ آزاد نظم کے علاوہ، اس مختصر مجموعے میں حمد، حمد و نعت اور کچھ نعتیں بھی شامل ہیں۔ ایسا موقعے کی مناسبت سے کیا گیا ہے تاکہ

خدائے لم یزل کے ساتھ اس کے حبیب آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکرِ پاک بھی آجائے کہ یہ امر خدائے تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہے۔ اس میں شامل شدہ حمد، حمد و نعت اور نعتیں (تین نعتوں کو چھوڑ کر) وہی ہیں جو راقم الحروف کے مجموعۂ کلام ''رفاقت کی خوشبو'' میں شائع ہو چکی ہیں۔ تین اضافہ شدہ نعتوں میں ایک نعت تو وہ ہے جو مذکورہ مجموعے میں شامل ہونے سے رہ گئی تھی اور جس کے مطلع کا مصرعِ اولیٰ یہ ہے ''وہ نبوت سے بھی متصف ہیں اور پاکیزہ عالی نسب ہیں''۔ دوسری اور تیسری وہ ہیں جو مجموعے کی اشاعت کے بعد بالترتیب ۱۲ / جون ۲۰۱۴ء اور ۳ / جولائی ۲۰۱۴ء کو کہی گئی ہیں۔

اب کچھ سورتوں کی ترتیب کے بارے میں۔ جہاں تک رسائل میں چھپنے کا تعلق ہے، سورتوں کی منظوم ترجمانی کی اشاعت میں کسی خاص ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ بس یہ قرآنی نظمیں جیسے جیسے ہوتی گئیں، آگے پیچھے چھپتی گئیں۔ لیکن زیرِ نظر مجموعے میں قرآنی ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے، یعنی سب سے پہلے سورۃ الفاتحہ ہے اس کے بعد بالترتیب دیگر سورتیں ہیں اور سب سے آخر میں سورۃ الاخلاص ہے۔

ایک بات اور - وہ یہ کہ رسائل میں تو ہر ایک منظوم ترجمانی عموماً تشریح اور توضیحی عنوانات کے ساتھ شائع ہوئی، مگر زیرِ نظر مجموعے کی فہرست میں تشریحی عناوین کے ساتھ ساتھ سہولت کے پیشِ نظر اصل قرآنی عنوانات بھی درج کر دیے گئے ہیں۔

میں محترم جناب حبیب احمد صاحب کا صمیمِ قلب سے شکر گزار ہوں کہ ابتدائی اور بعد کے مراحل میں انھوں نے مجھے عربی پڑھائی اور اس کے ساتھ مجھے استادِ گرامی قدر پروفیسر سید محمد رفیق صاحب سے متعارف بھی کرایا، جن کی صحبت اور ارشاداتِ عالیہ سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ استادِ محترم کو غریقِ رحمت کرے اور بہ روزِ قیامت رسولِ اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین!

میرے کرم فرما مخدومی حضرت نذیر احمد رحمانی نور اللہ مرقدہ نے دینی اور اعتقادی معاملات میں میری قدم قدم پر رہنمائی فرمائی ہے۔ ان کا صحیح معنوں میں شکریہ

ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ پھر بھی ان کے روحانی بلند مراتب کا دل سے اعتراف کرتا ہوں اور ان کی خدمتِ عالی میں انتہائی خلوص و ادب کے ساتھ ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں۔

حضرت پیر محمد شاہ لائبریری کے صدر، محترم جناب محمد حبیب کا کی صاحب اور ڈائریکٹر، مکرمی پروفیسر محی الدین بامبے والا صاحب کا شکریہ ادا نہ کرنا بڑی ناسپاسی ہوگی کہ ان دونوں حضرات نے میری اس چھوٹی سی کاوش کو مذکورہ لائبریری کی مطبوعات میں شامل کر کے مجھ پر بڑا اکرم فرمایا ہے۔

عمدہ کمپوزنگ اور خوش نما سیٹنگ کے لیے خالد فیصل صاحب بھی شکریے کے مستحق ہیں۔ خوش نما طباعت کے لیے ناظر الدین صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

پروفیسر مقصود احمد مقصودؔ
سابق صدر، شعبۂ فارسی، عربی و اردو
ایم۔ ایس۔ یونیورسٹی آف بڑودہ
بڑودہ، ۳۹۰۰۰۲، گجرات، انڈیا

۲۶/ جون ۲۰۱۴ء
مطابق ۲۷/ شعبان ۱۴۳۵ھ
جمعرات

ابتدا کرتا ہوں میں
ربِ حقیقی کے مبارک نام سے
جس کی رحمت امتنانی اور وجوبی ہی نہیں ہے
عام بھی ہے خاص بھی

تعریف برائے ربّ کائنات

ہے اگر تعریف تو
بس اس خدا کے واسطے
ہے جو رب العالمیں
جس کی رحمت امتنانی اور وجوبی ہی نہیں ہے
عام بھی ہے، خاص بھی
ہے جو مالک فیصلے کے روز کا
ہم تو کرتے ہیں خداوندا تری ہی بندگی
اور طلب کرتے ہیں تجھ سے ہی مدد
دے ہدایت ایسی سیدھی راہ کی
جس پہ چل کر تیرے بندوں نے تجھے
اس جہانِ رنگ و بو میں پالیا،
دور رکھ ان سرکشوں کی راہ سے
جو ہوئے تیرے غضب کے مستحق،
ایسے لوگوں کی روش سے بھی بچا
جو ہوئے گمراہ تجھ کو چھوڑ کر

☆☆

والضُّحیٰ والليل إذا سجیٰ

وادیِ ام القریٰ کے
دل شکن
حالات کی ظلمت ہوئی
جب خیمہ زن
ختم الرسلؐ کے
قلبِ اطہر کی
مقدس سرزمیں پر،
اور نزولِ وحی کے وقفے سے
شاہِؐ دیں کو لاحق
جب ہوئی تشویش
اور ناراضیِ رب کا
گماں بھی کچھ ہوا
ایسے میں جبریلِؑ امین
ربِّ حقیقی کی طرف سے
لے کے پیغامِ تسلی
اور نویدِ کامرانی

خدمتِ سرکارِ عالی جاہ میں
با صد ادب حاضر ہوئے
اور اس طرح سامانِ دل داری کیا:
روزِ روشن
اور شبِ تاریک ہیں اس پر گواہ
آپؐ کے مالک نے قطعاً
آپؐ کو چھوڑا نہیں
ناراض بھی وہ آپؐ سے
ہرگز نہیں
اے مصطفیٰؐ،
یہ انقطاعِ وحیِ ربانی
فقط اک عارضی وقفہ ہے
وہ بھی آپؐ کی تسکین
اور راحت رسانی کے لیے،
حال اور ماضی کی نسبت
آپؐ کے حق میں ہیں بہتر
آنے والی زندگی کی
روح پرور ساعتیں،
آپؐ کا رب
عن قریب اتنا نوازے گا
کہ دامانِ تمنا آپؐ کا

بحرِ عطا کے گوہرِ نایاب سے
بھر جائے گا
اور آپؐ ہو جائیں گے
سرتاسر نہال،
آپؐ کو ماضی میں کیا
رکھا نہیں اس نے یتیم
جس پہ اس نے آپؐ کو دی
اپنی رحمت میں پناہ،
آپؐ کو جب اس نے دیکھا
زندگی کے ایک نازک موڑ پر
جویائے راہِ معرفت
تو اس نے دکھلایا ہے
رشد و آگہی کا راستہ،
آپؐ کو جب اس نے
حاجت مند پایا
اس وسائل کے جہاں میں
کر دیا پھر ہر طرح سے
آپؐ کو اس نے غنی،
پس اس کے احسانات کا
دربارِ رحمانی میں
قولی اور فعلی شکر کا

ہدیہ ادا یوں کیجیے:
آپؐ کے ہاتھوں
یتیم اور بے سہارا کی
نہ حق تلفی
کوئی ہو
اور کسی بھی سائل ومحتاج کی
توبیخ بھی صادر نہ ہو
اے مصطفیٰؐ!
اور جہاں تک ہے تعلق
رب کی اُن اُن نعمتوں کا
اس نے جن جن نعمتوں سے
ہے نوازا آپؐ کو
لوگوں کے آگے ان سبھی کا
ذکرِ پیہم کیجیے



انشراحِ صدرِ پاک

کچھ دنوں کے بعد پھر
مولائے مخلوقات نے
اپنے رسولؐ پاک کی
تسکینِ خاطر کے لیے
دوبارہ پیغامِ سکوں
بھجوایا ان الفاظ میں:
کیا ہم نے ادراکِ حقیقت
اور عرفانِ الٰہی کے لیے
قلبِ مطہر آپؐ کا
کھولا نہیں،
اور آپؐ کی تشویش کے
اس بھاری بھرکم بوجھ کو
ہم نے کیا ہلکا
جھکا رکھا تھا جس نے
آپؐ کے احساس کی خستہ کمر کو،
آپؐ کے آوازہ وشہرہ کو بھی

ہم نے کیا
آخر بلند،
پس فراخی تو ہے تنگی ہی کے ساتھ
ہاں، فراخی تو ہے تنگی ہی کے ساتھ
آپؐ جب ہو جائیں فارغ
اپنی ذمے داریوں سے
طاعتوں کی سختیوں کو
جان و دل سے جھیل کر
پھر شوق اور رغبت سے
ربِّ ذوالمنن کی
یاد میں کھو جایئے



والتین والزیتون

کوہِ تین وکوہِ زیتوں، طورِ سینا
سرزمینِ مکۂ مامون کی
روشن، مقدس وادیاں
ہیں بالیقیں اس پر گواہ:
ہم نے کی انسان کی پیکر تراشی
بہترین انداز پر
اور اس کے باطن کے فلک کو بھی کیا
ہم نے مزیّن امتیازِ خیر و شر کی
ضوفشاں قندیل سے،
باوجود اس کے جب اس نے
کی اطاعت نفس و شیطانِ لعیں کی
کردیا ہم نے پھر اس کو
پست، رسوا اور ذلیل،
اور جہاں تک ہے تعلق
ان کا جو ایمان لائے
اور اس کے ساتھ پھر وہ

زندگی بھر نیکیاں کرتے رہے
پس تو ان کے واسطے ہے
واں جزائے دائمی،
لیکن اے انسانِ غافل!
اتنے تاریخی وقائع کی شہادت
اور ظہورِ حق کے باوصف اب تجھے
کس چیز نے
روزِ جزا کی واقعیت پر کیا
آمادۂ تکذیب آخر
کیا خدائے قادر و عادل ہی ناداں!
حاکمِ اعلیٰ نہیں؟



لیلۃ القدر

برکتوں کی رات کی عظمت
بیاں کی ہے
کلامِ پاک میں
ربِّ علا نے اس طرح:
ہم نے اس قرآن کو
نازل کیا ہے
برکتوں کی رات میں،
آپؐ اے محبوبؐ! کیا جانیں
فضیلت اور عظمت
برکتوں کی رات کی؟
برکتوں کی رات
بہتر ہے ہزاروں ماہ سے بھی،
حکمِ یزدانی سے اس میں
ہوتے ہیں نازل فرشتے
اور جبرئیلِ امیں

احکامِ ربانی کے ساتھ،
یہ شبِ عظمت ہے
یکسر امن و رحمت کی نوید
از نزولِ شامِ قدسی تا طلوعِ آفتاب



جب زمیں میں زلزلہ آجائے گا

جب زمیں میں زلزلہ
یکسر ہی دیگر نوعت کا
دفعتاً آجائے گا
اور جو کچھ اس میں ہے
نکالے گی اسے باہر بھی وہ،
تو ہر کوئی حیرت زدہ ہو کر کہے گا:
آج آخر
اس زمیں کو کیا ہوا ہے؟
اے نبیؐ! اس روز تو وہ
آپؐ کے ربِّ علا کے حکم سے ہی
کہہ سنائے گی
مفصّل داستاں
یعنی ہر اک انسان کی اچھائیوں
اور اس کی بداعمالیوں کے
دفتروں کو کھول کر رکھ دے گی
سب کے سامنے

اس روز سارے لوگ
نکلیں گے تنِ تنہا
اور اس کے بعد ہوں گے
اپنے رب کے سامنے
حاضرت نہایت ہی ادب سے
تا کہ وہ دکھلا دے ان کو
ان کے سارے ہی عمل،
اس روز تو دیکھے گا
ہر اک شخص
ذرہ بھر بھلائی
اور اس کے ساتھ
اپنی چھوٹی سے چھوٹی بدی



والعصر

دعوتِ دینِ مبیں کے
ابتدائی مرحلے میں
اہلِ مکہ کو خدا نے
مختصر سے مختصر الفاظ میں
پیغامِ بیداری دیا
اس دل نشیں انداز میں:
عہدِ گذشتہ
اور زمانے کی نہایت تیز رفتاری
ہے شاہد
اس حقیقت کی صداقت پر
کہ ہے انسان بے شک
ورطۂ خسران ومحرومی کے
اندھے غار میں
لیکن سوا ان کے
مشرّف جو ہوئے
ایمان وایقاں کے شرف سے

اور اس کے ساتھ ہی
ہر ممکنہ حد تک
مسلسل نیکیاں کیں
اور پھر کرتے رہے
اک دوسرے کو خیر خواہانہ وصیت
طاعتِ رب کے مطابق
اور حقوقِ بندگاں کے ساتھ
حق کے نازک
اور مشکل مرحلوں کے
سلسلے میں بھی
رہے ہیں کاربند
اور پھر اس باب میں بھی
صبر و استقلال کے
اک آہنی پیکر میں
ڈھل جانے کی نسبت
باہمی تلقین بھی کرتے رہے



ویل ہے ہر عیب جُو ہر اک اشارے باز پر

ہے تباہی
ہر اشارے باز،
ہر اک عیب جو کے واسطے
جس نے یہاں کی عیش و عشرت کی
حیاتِ چندروزہ کے لیے
کر کے ذخیرہ، دولتِ دنیا
اسے گنتا رہا
گویا اسے یہ دولتِ فانی
عطا کر دے گی عمرِ جاوداں،
ایسا مگر ہرگز نہیں،
البتہ
پھینکا جائے گا وہ ایک دن
ذلت کی گہری کھائی میں
کردے گی جو یکسر اسے پھر پاش پاش،
ہول ناکی آپؐ اے محبوبؐ!
اس کھائی کی جانیں کیا بھلا،

وہ خدا کے
قہر اور غیظ و غضب کی
اک بھڑکتی آگ ہے
جو غافل اور مردہ دلوں کو
جا دبوچے گی خدا کے حکم سے،
اور ہر طرف سے
بند کردی جائے گی
بالکل پزاوا اور بھٹے کی طرح
شدت میں اس کی
تا کہ ذرہ بھر کمی واقع نہ ہو
جس میں کہ وہ
اپنی ہی نکبت اور نجاست
کی بنا پر
مستقل جلتے رہیں گے،
ہوں گے یوں جکڑے ہوئے
اونچے ستونوں میں
کہ جنبش بھی نہ کر پائیں گے
تھوڑی سی بھی وہ



رحلة الشتآء والصیف

جب قریشِ وادیِ مکہ
خدا کو بھول ہی بیٹھے
تو اس نے
دو بڑے احسان کا
دے کر حوالہ
ناسپاسی کی روش سے
باز آجانے سے
ان کو اس طرح تلقین کی:
چوں کہ بیت اللہ کی ہی
خیر و برکت کی بنا پر
سارے اصحابِ قریشی
ہو گئے مانوس
جاڑے اور گرمی کے تجارت کے سفر سے
اس لیے لازم ہوا ان پر کہ وہ
خود ساختہ اصنام کے

در کی غلامی چھوڑ کر
ہو جائیں وابستہ خدائے کعبہ کے دربار سے
جس نے کہ ان کے
بھوک کے صحرا میں تپتے اور جھلتے جسم کو
لاریب بخشا سایۂ آسودگی
اور ظلمتِ دہشت کو
صبحِ امن کی تنویر دی



ھو الابتر

قبلِ ہجرت کے بہ ظاہر
دل شکن اور ظلمتوں کے خول میں
لپٹے ہوئے حالات کے پیشِ نظر
اور انقطاعِ نسل کے
طعنوں سے زخمی قلب
اور احساس کی
تسکین کے مقصد سے
ربِّ حق نے
سرکارِ دو عالمؐ کو
طلوعِ فتح کے زریں سحر کا
اور اک مستقبلِ روشن کا
یوں مژدہ دیا:
آپؐ کو ہم نے دیا
سرچشمۂ خیر و نعم
دنیا میں بھی، عقبیٰ میں بھی،

ہے سب سے بڑھ کر
اس جہاں کی نعمتوں میں
رب کے گھر کی تولیت
اور اس کو ہم نے آخرش
کر دی حوالے آپؐ کے،
یہ خدا کا گھر ہے بے شک
دارِ فانی میں
بہ مثلِ کوثرِ روحانیت
آ کر جہاں دیوانہ وش
دونوں جہانوں کے خدا کے چاہنے والے
بجھاتے ہیں مسلسل
اپنی تشنہ روح کی دیرینہ پیاس
اس کے علاوہ، حشر کے دن
روح فرسا شدتِ گرمی کے باعث
بے قرار و جاں بہ لب ہر امتی کی
جاں فزا سیرابی و آسودگی
کے واسطے
ہم نے عطا کی
حوضِ کوثر کی سقایت آپؐ کو

اے غم گسارِ مذنبیں!
پس آپؐ اپنے رب کی کیجے بندگی
سرشار ہو کر
شکر کے جذبات سے
اور فی سبیل اللہ کیجے
آپؐ قربانی بھی پیش،
یہ حقیقت بھی ہو روشن
آپؐ پر اے مصطفیٰؐ!
دُم بُریدہ خود ہیں
دشمن آپؐ کے
یعنی جہان و آخرت میں
ان کا اصلاً
کوئی مستقبل نہیں



جادۂ حق سے قدم میں تو ہٹا سکتا نہیں

اہلِ مکہ ایک دن
محبوبِؐ ربّ کی خدمتِ ذی جاہ میں
حاضر ہوئے
اور آپؐ سے یہ عرض کی:
''اے ابن عبداللہ! صلح و آشتی کی
بس یہی اک شکل آتی ہے نظر
اصنامِ مکہ کے تئیں
آپؐ اپنے موقف میں ذرا
اظہارِ نرمی کیجیے،
اور کیا ہی بہتر ہو
کہ ہم
جن کی پرستش کر رہے ہیں
آپؐ بھی اب کچھ دنوں
ان کی پرستش کیجیے،
ہم بھی جواباً آپؐ کے ربّ علا کے سامنے

ہو جائیں گے پھر سرنگوں
اور یوں ہمیشہ کے لیے
اس کشمکش کے سلسلے کا
خاتمہ ہو جائے گا"
اتنے میں پیغامِ الٰہی لے کے آئے جبرئیلؑ
اور آپؐ سے ہو کر مخاطب
باادب یوں عرض کی:
اے سرورِؐ کونین!
ان سے برملا کہہ دیجیے:
اے ذاتِ حق کے منکرو!
میرا یہ حتمی فیصلہ سن لو
کہ معبودانِ باطل کی عبادت
میں تو کرتا ہی نہیں
اور تم خدا کے سامنے
دن رات میں اک بار بھی
ہوتے نہیں ہو سرنگوں،
یہ بھی امرِ واقعہ ہے
مجھ کو مستقبل میں بھی
خود ساختہ اصنام کی

پوجا کبھی کرنی نہیں،
پھر یہ بھی واضح ہو چکا ہے
بت پرستی چھوڑ کر
اب حق پرستی کی طرف
تم آنے والے ہی نہیں
اور جادۂ حق سے قدم
میں بھی ہٹا سکتا نہیں،
اس واسطے دو ٹوک لفظوں میں
یہ کہتا ہوں کہ اب
تم کو مبارک ہو تمھاری کج روی،
مجھ کو مرا دینِ مبیں



نصر بالفتح

بعدِ ہجرت
اور دورانِ قیامِ شہرِ یثرب
جب یہودانِ مدینہ نے
مسلمانانِ خستہ حال پر
چاروں طرف سے
سازشوں کے تیر برسائے،
ادھر مکہ کے لوگوں نے معاً
یلغار کی
تو ربِّ اعلیٰ نے دیا
سرکارِ عالی جاہ کو
فیروزمندی کا پیامِ جاں فزا
آیاتِ قرآنی میں یوں:
جب خدا کی نصرتِ عالی
کا ہو تم پر نزول
اور پھر فتحِ مبیں بھی تم کو ہو جائے نصیب
اور تم دیکھو کہ

دینِ حق کے قصرِ صداماں میں
داخلِ منصب ہوئے ہیں
فوج اندر فوج لوگ
پھر تم اپنے ربِّ اعلیٰ کی
کروپا کی بیاں
اور حمد بھی اس کی کرو،
اظہارِ عبدیّت کی خاطر
مغفرت بھی اس سے چاہو
کیوں کہ وہ بندوں کا اپنے
عذر کرتا ہے قبول
اور اس میں شکّ وشبے کی
کوئی بھی گنجائش نہیں



شعلہ رُو دشمن ہوا آخر ہلاک

مژدہ فتحِ مبیں
کے ساتھ ہی
ربِّ علا نے مصطفیٰؐ کے
دشمنِ جانی کی بربادی کی بھی
دے دی خبر
اس واشگاف انداز میں:
ہوگیا بس یہ سمجھیے
شعلہ رُو دشمن ہلاک اور نامراد،
مال و دولت کے ذخیرے ہی نہیں
اعمالِ باطل بھی
کہ جن پر ناز تھا اس کو بہت
اس کے نہ کام آئے ذرا،
انجام یہ اس کا ہوا
دنیا میں
اور وہ آخرت میں بھی جلے گا

شعلوں والی آگ میں
اور ساتھ اس کے
اس کی بیوی بھی جلے گی
بار اٹھائے اپنے کرتوتوں کا
اور گردن میں اس کی
ہار کی جا
ذلت و نکبت کا ہوگا
اک اذیت ناک پھندا

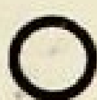


وہ خدا یکتا ہے

جب رسولؐ اللہ سے پوچھا گیا
کون ہے، کیسا ہے آخر وہ خدا؟
ربِّ واحد کی طرف سے
لے کے یہ پیغام آئے
دفعتاً روحؑ الامیں:
آپؐ اے میرے نبیؐ
کہہ دیجیے
وہ خدا یکتا ہے
اور ہے بے نیاز
وہ کسی کا باپ ہی ہے
اور نہ بیٹا ہی کسی کا
یہ بھی کہہ دیجے
کہ اس کون و مکاں کی
بے کراں وسعت میں
اس کا تو کہیں بھی
کوئی بھی ہمسر نہیں

☆☆

حمدِ باری تعالیٰ



تری حمد مجھ سے ہو کیا بیاں، تری شان جلّ جلالہ
میں ترے حضور ہوں بے زباں تری شان جلّ جلالہ

تری ذاتِ پاک ہے بے کُنہ، ہے محال درکِ صفات بھی
تو ورائے فہم ہے بے گماں، تری شان جل جلالہ

تو ہر ابتدا کی ہے ابتدا، نہیں تیری کوئی بھی انتہا
بہ لحاظِ ذات ہے تو نہاں، تری شان جل جلالہ

ہیں یہ کائنات کی رونقیں ترے ہی وجود کے نور سے
تو صفت سے اپنی ہے خود عیاں، تری شان جل جلالہ

تو ہے زندہ اپنی حیات سے، تو ہے قائم اپنی ہی ذات سے
تو ہے منبعِ دمِ انس و جاں، تری شان جل جلالہ

نہ تو ہے کسی کا بھی تو پسر، نہ ترا ہی کوئی بھی ہے پسر
تو ہے بے نیازِ ہر این و آں، تری شان جل جلالہ

تو علیم ہے، تو بصیر ہے، تو سمیع ہے، تو خبیر ہے
تو مرید، تو ہی ہمہ تواں، تری شان جل جلالہ

ترے فعل تیرے ارادے میں، تری شانِ منع و عطا میں بھی
ہے کسے مجالِ چنیں چناں، تری شان جل جلالہ

تجھے نیند سے نہیں واسطہ کہ تکان تجھ کو نہیں روا
تو ہے تازہ دم، تو رواں دواں، تری شان جل جلالہ

تو ہر ایک عیب سے پاک ہے، تو ہی خوبیوں سے ہے متصف
مری ذات ہی میں ہیں خامیاں، تری شان جل جلالہ

تو جلیل بھی، تو جمیل بھی، تو غنی بھی ہے، تو حمید بھی
ہے یہ خلق ناقص و ناتواں، تری شان جل جلالہ

تو محیط بھی، تو رقیب بھی، تو رگِ گلو سے قریب بھی
ہے وجودِ خلق میں تو نہاں، تری شان جل جلالہ

ہیں نظر میں تیری ہی شوخیاں، ہیں تری ہی دل میں تجلیاں
تو ہے جسم و روح کے درمیاں، تری شان جل جلالہ

یہ جو حکم قبلہ رخی کا ہے، تو یہ اتحاد کی رُو سے ہے
تو ہے بے جہت، تو ہے لامکاں، تری شان جل جلالہ

تو کفیل ہے، تو وکیل ہے، تو حفیظ ہے، تو نصیر ہے
ہے درِ اماں ترا آستاں، تری شان جل جلالہ

بہ طفیلِ ذاتِ شفیعؐ سب ترے حکم کے ہی مطیع ہیں
ہو زمیں، فلک کہ ہو کہکشاں، تری شان جل جلالہ

ہیں وجودِ خیر سے راحتیں، ہیں وجودِ شر میں بھی حکمتیں
یہ سبھی ہیں یاں پےِ امتحاں، تری شان جل جلالہ

ہے مرا وجود اٹا ہوا گنہ و خطا کے غبار میں
ہو نزولِ رحمتِ بے کراں، تری شان جل جلالہ

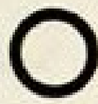
ہو وہ صحو و محو کی کیفیت کہ ہوں قبض و بسط کی حالتیں
ہیں یہ اجتبا کی نشانیاں، تری شان جل جلالہ

میں ہوں ناخلف یہ ہے سچ مگر مجھے لے چلا ہے تری طرف
ترا فضلِ خاص کشاں کشاں، تری شان جل جلالہ

میں ہوں غرق قلزمِ یاد میں، گہرِ وصول کی چاہ میں
ہو قرار مجھ کو یہاں کہاں، تری شان جل جلالہ

۲۴؍جولائی ۱۹۹۴ء، اتوار

حمد و نعت



موت کے دشت سے بے خوف گزر جاؤں گا
اس سے ملنے کے لیے اس کے نگر جاؤں گا

لوگ ڈھونڈیں گے تو پا ہی نہ سکیں گے مجھ کو
باغِ رضواں میں کہیں جا کے ٹھہر جاؤں گا

پاس میرے نہیں کچھ اشکِ ندامت کے سوا
پیشِ رب اس لیے با دیدۂ تر جاؤں گا

ہوں زبوں حال، مگر فرطِ ندامت کے طفیل
اپنے مالک کی نگاہوں میں سنور جاؤں گا

نزع میں آ کے دکھا دیں گے وہ جلوہ جو مجھے
ساتھ ایمان کے اللہ کے گھر جاؤں گا

سر پہ ہوگا مرے رحمت کا یقیناً سایہ
حشر کے روز جہاں اور جدھر جاؤں گا

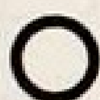
حشر میں ڈھونڈ رہے ہوں گے سبھی جائے پناہ
جس طرف ہوں گے نبیؐ میں تو ادھر جاؤں گا

میں تصور کے پروں پر یوں ہی اڑتے اڑتے
پرسکوں وادیِ بطحا میں اتر جاؤں گا

جب بھی ہوگی مجھے روضے کی زیارت حاصل
پھوڑ کر سر درِ اقدس پہ ہی مرجاؤں گا

ظلمتِ گور میں مقصود اجالے کے لیے
لے کے میں ہاتھ میں قندیلِ سحر جاؤں گا

۹/اگست ۲۰۰۶ء، چہار شنبہ



نبیؐ کا سایہ جو سر پر نہیں تو کچھ بھی نہیں
مدینہ زیست کا محور نہیں تو کچھ بھی نہیں

طوافِ کعبہ مقدم ہے لیکن اس کے ساتھ
زیارتِ درِ اطہر نہیں تو کچھ بھی نہیں

جہانِ تیرہ میں یادِ خدا کے انجم سے
دلِ سیاہ منوّر نہیں تو کچھ بھی نہیں

دلِ بشر کو ہر اک لمحہ زندگانی میں
شعورِ قربتِ داور نہیں تو کچھ بھی نہیں

نماز پر ہی نہیں انحصار بخشش کا
درود سے بھی زباں تر نہیں تو کچھ بھی نہیں

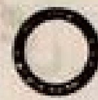
نبیؐ کو حشر میں آخر دکھائیں گے منہ کیا
درود شاملِ دفتر نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہو لاکھ دولتِ دنیا اگر ہمیں حاصل
سکونِ قلب میسر نہیں تو کچھ بھی نہیں

عیال و زر ہی نہیں، اپنی جاں سے بھی مقصود
عزیز جانِ پیمبرؐ نہیں تو کچھ بھی نہیں

۱۵رمئی ۲۰۱۲ء، منگل

نعتیں



پختہ دلِ مراد کا سودائے خام ہو
صبح و مسا تصورِ خیرالانامؐ ہو

تنہائیوں کے غار میں ہے معتکف خیال
موصول پھر کوئی مرے دل کو پیام ہو

بے سایہ ایک دشتِ لق و دق ہوں میں شہاؐ
مجھ پر سحابِ چشمِ عنایت مدام ہو

ہوش و خرد کی محفلِ بے کیف میں مجھے
عرفان و آگہی کا عطا کوئی جام ہو

پژمردگی بہ دوش ہیں پودے یقین کے
پھر کشتِ اعتقاد پہ بارانِ عام ہو

اے کاش میری چشمِ تمنائے سرمدی
دیدارِ مصطفےٰؐ سے بھی اب سیر کام ہو

شاہانِ وقت نے بھی یہی کی ہے آرزو
شامل درِ نبیؐ کے غلاموں میں نام ہو

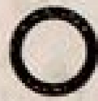
یعنی چراغِ مصطفوی کی شعاع سے
روشن شبِ حیات کا سارا نظام ہو

عمرِ رواں کا مہرِ درخشاں ہو جب غروب
رشکِ سحر وصالِ مقدس کی شام ہو

شانِ رسولؐ پاک کے شایاں کبھی ادا
کیوں کر فریضۂ ادب و احترام ہو

ہے سرنگوں وجود نہایت ادب کے ساتھ
مقصود کا قبول شہِؐ دیں سلام ہو

۲۹ اگست ۱۹۹۳ء/۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ، اتوار



نیّرِ ایماں، مشعلِ ایقاں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں
صاحبِ عرفاں، واصلِ یزداں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

مہرِ نبوت، ماہِ رسالت، منبعِ رحمت، مرجعِ خلقت
ہادیِ انساں، فخرِ رسولاں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

تم ہو حبیبؐ خالقِ عالم، لطفِ الٰہی تم پہ ہے پیہم
تم سے محبت، الفتِ رحماں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

عصیاں کی ظلمت میں ہوں غلطاں پھر بھی تمھاری یاد کی ضو سے
چشمِ تصور میں ہے چراغاں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

اسوۂ اعلیٰ مطمحِ مومن، فکرِ اطاعت مقصدِ ہستی
تابعِ حق ہے تابعِ فرماں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

دل کے مرض کے تم ہو مسیحا، روحِ زبوں کے ملجأ و ماویٰ
پشت پناہِ عالمِ انساں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

عیش و نعم کی نہرِ رواں میں گوہرِ ہستی پھینکنے والا
ہے دمِ آخر بے سروساماں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

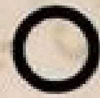
بارِ ندامت سے ہے جبیں خم، پیشِ نگاہِ شافعِ اعظم
چشمِ عقیدت اشک بہ داماں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

دیکھ نہ لے کیوں جلوۂ حق کو ٹھیک سے میری چشمِ تمنا
ٹھہر گئی ہے گردشِ دوراں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

طالبِ فیض ہیں در پہ تمھارے اپنے اپنے سر کو جھکا کر
ہم تہی داماں، تنگِ مسلماں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

کوے دیارِ شاہِ زمن ہے، رشکِ جناں مقصود یقیناً
کہہ دو کھلا کر دل کا گلستاں، رحمتِ حق ہو تم پہ فراواں

۶ر ستمبر ۱۹۹۳ء/ ۱۸ر ربیع الاول ۱۴۱۴ھ، دوشنبہ



وہ نبوت سے بھی متصف ہیں اور پاکیزہ عالی نسب ہیں
دونوں عالم ہیں مٹھی میں ان کی گو بہ ظاہر وہ شاہِ عرب ہیں

ساری مخلوق سے بھی ہیں بڑھ کر، جز خدا کون ہے ان سے برتر
ہیں بہ ظاہر بشر ہی وہ لیکن، اصل میں اولیں نورِ رب ہیں

ہر نبی ہے فرشتوں سے اعلیٰ، ہر نبی نائبِ کبریا ہے
شاہِؐ دیں کا مگر کیا ہی کہنا وہ تو مختار اور منتخب ہیں

ہوں وہ جن و بشر یا ملائک بل کہ یوں کہیے جملہ خلائق
بھول کر اپنی ہستی کو یکسر جان و دل سے فدا ان پہ سب ہیں

تیری جنت ہے عرشِ بریں پر، میری جنت ہے روئے زمیں پر
تیری جنت میں حوریں ہیں واعظ، میری جنت میں محبوبِؐ رب ہیں

جب سے آقاؐ ملے اپنے رب سے، بجھ گئی رونقِ بزمِ دنیا
یوں بہ ظاہر تو ہر جزو کل میں زیب و زینت کے اسباب سب ہیں

آپؐ کے فیضِ جاری سے اب بھی فیض پاتے ہیں عشاق سارے
آپؐ کو جو سمجھتے ہیں فانی وہ تو گستاخ اور بے ادب ہیں

آرزو یوں تو دل میں بہت ہے حالِ زار ان کو جا کر سنائیں
ہم سیہ کار لیکن نبیؐ کو منہ دکھانے کے قابل ہی کب ہیں

ہم بھی تو آپؐ کے امتی ہیں، ہم پہ بھی اک نگاہِ کرم ہو
یوں تو حالات ناگفتنی ہیں، پھر بھی غفلت میں ہم روز و شب ہیں

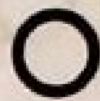
ہم گنہگار بے شک ہیں اے دل، پر شفاعت پہ ہم کو یقیں ہے
اس لیے عفو و بخشش سے ہٹ کر تیری مایوسیاں بے سبب ہیں

کر کے مجھ کو لحد کے حوالے میرے احباب لوٹے جو سارے
شکر ہے، آنکھ کھلتے ہی دیکھا، سامنے میرے امّی لقب ہیں

جب سے دل میں ہوئی ان کی چاہت اور قائم ہوئی ان سے نسبت
تب سے مقصودؔ آقاؐ کی نعتیں ہر گھڑی ہی مرے زیرِ لب ہیں

۲۰ر مئی ۲۰۱۱ء، جمعہ

☆ یہ نعت میرے مجموعۂ کلام ''رفاقت کی خوشبو'' میں غلطی سے شامل نہیں ہو سکی۔



کرمِ نبیؐ کا طلب، تو میں جیتے جی رہا ہوں
بہ امیدِ دید لیکن، ابھی تشنہ ہی رہا ہوں

مرا دل ہے غرقِ غفلت، ہوں بہت اثیم پھر بھی
میں تو زمزمِ عنایت بہ وفور پی رہا ہوں

ہوں میں بندۂ خدا بھی، ہوں غلامِ شاہِؐ دیں بھی
بڑی شان سے جہاں میں شب و روز جی رہا ہوں

نہ تو آرزوے جنت، نہ خیالِ حور و غلماں
درِ مصطفیٰؐ کا طالب میں ازل سے ہی رہا ہوں

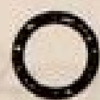
بہ حضورِ سرورِؐ دیں نہ ہلا سکوں زباں تک
بہ ایں حفظِ ما تقدم میں لبوں کو سی رہا ہوں

بہ عنایتِ الٰہی، بہ تلطّفِ پیمبرؐ
غمِ دو جہاں سے خالی میں ہمیشہ ہی رہا ہوں

دمِ نزع ہوگیا ہے مرا بختِ تیرہ روشن
یوں تمام عمر ہی میں تہِ تیرگی رہا ہوں

مجھے کاش طیبہ ہی میں ملے دفن کی سعادت
کہ رسولِؐ دو جہاں کا میں اک امتی رہا ہوں

یکم ستمبر ۲۰۱۱ء، جمعرات



حدِ عقل سے پرے ہے شہِؐ دیں کی سربراہی
جو مقام آپؐ کا ہے اسے جانے بس خدا ہی

ہے نبیؐ کا اپنے رب سے بڑا ہی عجیب رشتہ
نہ تو عینِ ذات ہیں خود، نہ تو اس سے خود جدا ہی

جو درود بھیجنے سے رہا زندگی میں غافل
نہ اسے ملے نبیؐ ہی، نہ اسے ملا خدا ہی

نہ تھی پاس سلطنت ہی، نہ تھی مملکت ہی کوئی
انھیں پھر بھی تھا میسر ابدی شکوہِ شاہی

کبھی میں نے جب سنے ہیں بلغ العلیٰ کے نغمے
مرے دل میں نعت گوئی کی لہر اٹھی سدا ہی

میں تو مدتوں سے غفلت کے نگر میں بس رہا ہوں
مجھے عشقِ شاہؐ دیں کی ملے اب ڈگر الٰہی

اے رسولِؐ پاک کیجے نظرِ کرم خدارا
کہ ہوں معصیت میں، مجھ سے نہیں دور اب تباہی

پسِ مرگ آ کے رکھا جو نبیؐ نے دستِ انور
ہوئی نور سے مبدّل مرے چہرے کی سیاہی

رہِ وصلِ حق سے مقصود اسے کوئی واسطہ کیا
کہ حبیبِؐ کبریا سے رہا دور جو بھی راہی

۶؍ستمبر ۲۰۱۱ء، منگل



ترے نام ہی کے صدقے، ترے لطف کے سہارے
مرے دل میں ضوفشاں ہیں تری یاد کے ستارے

ہیں نگاہِ حق نگر کے بڑے پُر اثر اشارے
کہ بدل دیے ہیں یکسر مری زندگی کے دھارے

وہی کام آئے میرے زہے بخت روزِ محشر
تری یاد میں جو لمحے کبھی میں نے تھے گزارے

مرے والدین قرباں شہِ دیں کی ہر ادا پر
کہ خدا نے خوب ان کے خدوخال ہیں نکھارے

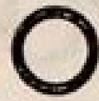
لیے بے شمار عصیاں ہوا ان کے در پہ حاضر
تو بس ایک ہی گھڑی میں ہوئے جل کے راکھ سارے

نگہِ حبیبؐ رب کا ملا جس گھڑی سہارا
دلِ زار کا سفینہ اسی دم لگا کنارے

کسی امتی کی بگڑی جو کہیں نہ بن سکے تو
درِ مصطفیٰؐ پہ جاکر وہ نصیب کو سنوارے

دلِ خفتہ کی سیاہی تبھی دور ہوگی مقصودؔ
کہ مکین ہوں گے اس میں مرے رب کے جب دلارے

۵/ستمبر ۲۰۱۱ء، دوشنبہ



دامانِ معصیت کو اشکوں سے دھو گیا ہوں
طیبہ پہنچ کے یوں میں شفاف ہوگیا ہوں

آکر لحد پہ میری کوئی نہ اب جگائے
قدموں میں شاہِ دیں کے بے خوف سوگیا ہوں

ربِّ حرم کی قربت پانے کی آرزو میں
دشتِ محمدی کی وادی میں کھوگیا ہوں

میرے وجودِ کل میں لرزہ ہوا ہے طاری
میں مطمئن بھی رہ کر روضے پہ جو گیا ہوں

میں جاتے جاتے یاں سے اہلِ جہاں کے دل میں
عشقِ نبیؐ کا واللہ اک بیج بوگیا ہوں

مجھ کو خیالِ بد نے آلودہ جب کیا ہے
یادِ نبیؐ کے زمزم سے پاک ہوگیا ہوں

محروم آج تک ہوں اعزازِ دید سے میں
بحرِ گنہ میں شاید خود کو ڈبوگیا ہوں

عقبیٰ کی فکر نے جب نیندیں مری چرائیں
میں نعت پڑھتے پڑھتے مقصودؔ سوگیا ہوں

۸/اکتوبر۲۰۱۱ء، ہفتہ



سدرہؔ و عرشِ بریں ہیں منتہاے قدسیاں
آپؐ کی پرواز کی ہے آخری حد لامکاں

از حرم تا لامکاں کیوں آپؐ جاتے راتوں رات
ہوتا گر مقصود دیدارِ شہؔ کرّوبیاں

لامکاں میں اور کسی کو دیکھتے کیسے نبیؐ
ذاتِ یزداں کے سوا کیا کوئی ہے موجود واں

ہر پیمبر کو فضیلت کچھ جداگانہ ملی
آپؐ کو حاصل ہوا دیدارِ ربّ دوجہاں

آپؐ کی معراج تو روحانی و جسمانی تھی
روح سے ہوتی اگر مشرک نہ کرتے این و آں

کون کہتا ہے وفاتِ عام آقاؐ پا گئے
جسم و جاں سے آج بھی زندہ ہیں وہ تو بے گماں

آج بھی سنتے ہیں وہ اپنے غلاموں کا سلام
اور کرتے ہیں جوابِ پاک سے بھی شادماں

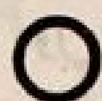
دیکھ کر محبوبِؐ داور کو زمیں کی گود میں
رشک اس کے بخت پر کرتے ہیں ساتوں آسماں

عرش سے بھی بڑھ کے ہے رتبہ شہِؐ لولاک کا
ان کا روضہ ہے مطافِ قدسیاں، رشکِ جناں

منہ دکھانے کے نہیں قابل مگر امید ہے
شافعِؐ محشر یقیناً ہوں گے مجھ پر مہرباں

ان کے قربِ خاص کا مقصود اندازہ ہو کیا
جب نہیں ہے کوئی ان کے اور رب کے درمیاں

۲۱ر نومبر ۲۰۱۲ء، بدھ



مرے آقاؐ مدینے اب تو مجھ کو بھی بلا لیجے
نگاہ و دل کی دنیا کو تباہی سے بچا لیجے

مری ہستی کا ہر اک پل تو گزرا ہے گناہوں میں
سفارش کر کے اپنے رب سے مجھ کو بخشوا لیجے

شہِؐ بطحا سے ہے حسنِ عقیدت حاصلِ ایماں
یہ بات اپنے دماغ و دل کے گوشے میں بٹھا لیجے

نبیؐ کو چھوڑ کر کوئی خدا کو پا نہیں سکتا
بس ان سے ہو کے وابستہ درِ یزداں کو پا لیجے

نبیؐ کو بھولنے سے ہی ہوئی ہے زیست ویرانہ
لہٰذا ان کی یادوں کے اب اس میں گل کھلا لیجے

معیت سرورِؐ دیں کی یقیناً ہوگی واں حاصل
یہاں ان کی جدائی میں ذرا آنسو بہا لیجے

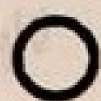
بہت دشوار ہے مانا غموں کی دھوپ میں جینا
مصائب شاہِؑ دیں کے یاد کرکے دن بتا لیجے

خیالِ زینتِ ظاہر ہمیشہ ہی رہا غالب
نبیؐ کے عشق سے اب خانۂ باطن سجا لیجے

بہت ہی خوب ہے مالا خدا کے نام کی جپنا
مگر ساتھ اس کے فخرِؐ انبیا کے گُن بھی گا لیجے

خدا کی دید کی مقصود اگر ہے آرزو دل میں
تصور میں رخِ انور کے جلووں کو بسا لیجے

۱۲؍جون ۲۰۱۴ء، جمعرات



رب نے ہر شے کو بنایا ہے تمہارے صدقے
باغِ رضواں کو سجایا ہے تمہارے صدقے

عظمتِ عرشِ معلّٰی ہے تمہارے صدقے
قدس پر نور و دل آرا ہے تمہارے صدقے

لوحِ محفوظ ہو، کرسی ہو کہ بیتِ معمور
رتبہ ان سب نے ہی پایا ہے تمہارے صدقے

چاند میں چاندنی، سورج میں تمھی سے ہے ضیا
صحنِ انجم میں اجالا ہے تمہارے صدقے

بھیج کر اس نے رسولوں کو جہاں میں پیہم
دورِ ارشاد چلایا ہے تمہارے صدقے

دل کو ایمان تمہارے ہی وسیلے سے ملا
ہم نے قرآن بھی پایا ہے تمہارے صدقے

رتبۂ روحِ امیں کا ہوا تم سے عرفاں
شانِ کعبہ کو بھی جانا ہے تمھارے صدقے

اہلِ بیت اور صحابہؓ کو بھی اس دنیا میں
حق نے قربت سے نوازا ہے تمھارے صدقے

اپنی کوشش سے ولی ہو نہیں سکتا کوئی
ملتا یہ رتبۂ اعلیٰ ہے تمھارے صدقے

ڈگمگائے جو کبھی پانو رہِ ہستی میں
رب نے گرنے سے بچایا ہے تمھارے صدقے

نیند اڑجاتی ہے آتی ہیں خطائیں جب یاد
پھر خدا مجھ کو سلاتا ہے تمھارے صدقے

یاس کے غار میں میں نے شہِ لولاک لَمَا
آس کا دیپ جلایا ہے تمھارے صدقے

نعت گوئی پہ ہی مائل ہے طبیعت اب تو
میں نے اعزاز یہ پایا ہے تمھارے صدقے

ہو کرم اس پہ بھی آقاؐ کہ تمھارا مقصودؔ
کوثرِ دید کا پیاسا ہے تمھارے صدقے

۳ر جولائی ۲۰۱۴ء، ۴ رمضان ۱۴۳۵ھ، جمعرات

مصنف کی دیگر تصانیف

۱۔ کتبِ سابقہ میں سیدُ المرسلین سے متعلق بشارتیں

۲۔ احوالِ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اور مقالاتِ صدیقی جلدِ اول کا مفصل جائزہ

۳۔ جدید عربی ادب سے متعلق تحقیقی اور معلوماتی مضامین

۴۔ تصوف کی حقیقت

۵۔ علمِ حدیث کے فروغ میں علمائے گجرات کا حصہ

۶۔ رفاقت کی خوشبو (شعری مجموعہ)

۷۔ تحقیقی، تنقیدی اور تعارفی مقالات

۸۔ قرآنی مقالات (زیرِ ترتیب)

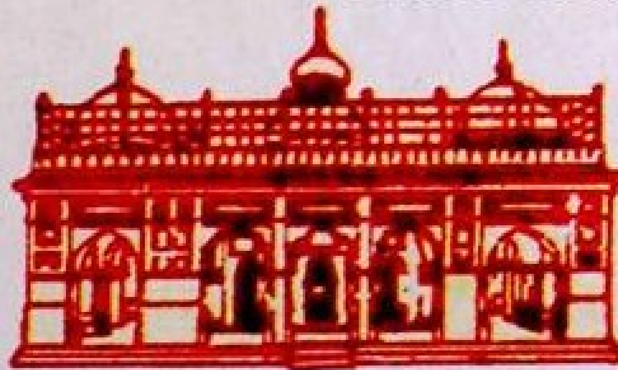
۹۔ مقالاتِ مقصود (زیرِ ترتیب)

۱۰۔ **The Beginnings and Development of Drama in Arabic**
First Edition, April, 1981, Allahabad.

۱۱۔ **The Beginnings and Development of Drama in Arabic**
Second Revised and Enlarged Edition, July, 2006, New Delhi.

۱۲۔ **Dr. 'Abd al-Sattār Ṣiddīqī and A Brief Introduction to His D.Phil. Thesis**

۱۳۔ **Arabic Teacher - Part I**



ḤAZRAT PĪR MUḤAMMAD SHĀH LIBRARY AND RESEARCH CENTRE
Pankornaka, Aḥmadābād, Gujarāt, India.